آخر درست کیا ہے؟

# تناسخ یا آواگون

## اسلامی نقطۂ نظر سے

(قسط 03)

آخر درست کیا ہے؟

# ”تناسُخ یا آواگون“ اسلامی نقطۂ نظر سے (قسط 03)
## آواگون پر کچھ سوالات اور جوابات

مفتی محمد قاسم عطّاری*

**دعویٰ:** ایک بزرگ خاتون 17 برسوں سے کمر درد میں مبتلا تھی، اس نے ہر قسم کا علاج کرایا لیکن ٹھیک نہیں ہوئی، وہ ٹرانس میں گئی تو پتا چلا وہ رومن ایمپائر (Roman Empire) کے وقت مرد تھی، یروشلم میں رہتی تھی۔

**جواب:** یہ بھی عجیب ہے۔ یہاں یہ معلوم نہیں ہورہا ہے کہ عورت کے مرد بننے یا مرد کے عورت بننے میں بیچاری روح پر کیا بیتی؟ وہ کہیں درمیان ہی میں رہ گئی۔ روح کے پچھلے جنم کے زنانہ یا مردانہ خیالات وتجربات کا کیا ہوا؟ پچھلے جنم کی زبان اور درد تو روح کے ساتھ چلی آئیں لیکن جنس کہیں راستے ہی میں گم ہوگئی، مردانگی کیوں مرگئی؟ اور زنانہ پن پر کیا گزری؟ یہ فِی الحال نامعلوم ہے اور ڈاکٹر صاحب اس مردانگی یا زنانہ پن کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ مزید برآں اگر پچھلے مفروضہ جنم کی لڑکی اب لڑکا بن گئی اور تب کا لڑکا اب کی لڑکی بن گیا تو کچھ زیادہ ہی عجیب صورت حال پیدا ہوجائے گی، خصوصاً اگر جنس تو بدل گئی لیکن پچھلے خیالی جنم سے ساتھ چلے آنے والی زبان کے مذکر ومؤنث نہ بدلے۔ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا۔

**دعویٰ:** ماہر نفسیات ڈاکٹر کے مطابق ہمارے زیادہ تر امراض اور دکھوں کا تعلق ہمارے پچھلے جنموں سے ہوتا ہے لیکن ہم جب پچھلے جنم کی تکلیف سے واقف ہوجاتے ہیں تو ہماری تکلیف ختم ہوجاتی ہے۔

**جواب:** یہ انکشاف کہ ”تکلیف سے واقف ہونے سے ہماری تکلیف ختم ہوجاتی ہے۔“ بہت حیرت انگیز ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہ دعویٰ و انکشاف پوری دنیا کے دن رات بلکہ زندگی بھر کے کھربوں تجربات و مشاہدات کے خلاف ہے کیونکہ موجودہ زندگی کے ہزاروں دکھ درد کا ہمیں علم ہوتا ہے لیکن یہ علم ہماری تکلیف ختم نہیں کرتا مثلاً آج ہڈی ٹوٹنے یا زخمی ہونے سے کسی کو درد ہو تو ساری دنیا کے ڈاکٹر بھی باری باری آکر اسے اطلاع دیں کہ جناب کی فلاں ہڈی ٹوٹ چکی اور جناب عالی فلاں فلاں مقام سے مجروح ہوچکے ہیں، تب بھی اس اطلاع سے درد سے رَتّی بھر افاقہ نہیں ہوگا، تو یہ کیسا انکشاف ہے جو دن رات جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔

**سوال:** اب اگر کوئی یہ کہے کہ نفسیات دانوں نے کئی مریضوں

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب انہیں کسی جنم میں پیش آنے والے متعلقہ سبب کا بتایا جاتا ہے تو وہ درد ختم ہو جاتا ہے۔

**جواب:** پہلی بات یہ ہے کہ اس حقیقت کا ثبوت چاہئے کہ واقعتاً ایسا ہوتا ہے اور ہمیشہ ایک ہی طرح کا نتیجہ ملتا ہے۔ پھر اگر بالفرض یہ ثابت ہو بھی جائے تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ درد کے خاتمے کا ایک طریقہ "ماضی کے متعلق کوئی تخیل پیدا کرنا یا پیدا ہونا" ہے لہٰذا اس تخیل کا آواگون ہونا ضروری نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر حقیقت میں ایسا وقوع پذیر بھی ہو جائے اور اتنی کثرت سے وقوع پذیر ہو کہ ہم درد کے خاتمے کے لئے ایسی کسی صورت یا طریقے کو ایک سائنس کا درجہ دے سکیں تب بھی کسی کے خیالات میں پچھلے (خیالاتی) جنم کا کوئی خیال واضح ہونے سے درد کا خاتمہ اس بات کی دلیل نہیں کہ واقعی پہلے کوئی جنم تھا، جس میں درد کا تعلق تو اس جنم سے ہے جبکہ درد کے خاتمے کا تعلق اس جنم کے ذہن میں دوبارہ روشن ہو جانے سے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درد کے اسباب جیسے جسمانی ہوتے ہیں، ایسے ہی نفسیاتی بھی ہوتے ہیں (اگرچہ نفسیاتی اسباب سے بھی عموماً کسی جسمانی کیمیکل میں تغیر یا کمی بیشی ہی اصل سبب بنتی ہے۔) بہرصورت درد کا تعلق احساس (Feeling) کے ساتھ ہے اور احساس کا تعلق دماغ (Brain) کے ساتھ ہے اور یہ بات میڈیکل کی تھوڑی سی معلومات رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ دماغ کو درد کے سگنلز (Signals) پہنچانے والے اعصاب (Nerves) کو اگر ان کے عمل سے روک دیا جائے تو درد کا احساس ختم ہو جائے گا جیسے آپریشن کے دوران انستھیزیا (Anaesthesia) کے انجیکشن (Injection) استعمال کرکے درد کا احساس ختم کر دیا جاتا ہے، یونہی بیہوش آدمی، یا جس کا پاؤں یا کوئی عضو سُن ہو جائے یا بدن کے کسی حصے کو فالج ہو تو ایسے آدمی کو درد کا احساس نہیں ہوتا۔

اب آئیے اصل موضوع کی طرف کہ نفسیات دان کا کہنا ہے کہ پچھلا جنم ذہن میں دکھا دینے سے درد ختم ہو جاتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مریض کو ٹرانس میں لے جانے اور اس کے دماغ پر مختلف قسم کی ذہنی مشقیں کرنے سے حقیقت میں دماغ کو درد کا احساس پہنچانے والے اعصاب پر ایسا اثر پڑتا ہے جس سے دماغ درد کے سگنل وصول نہیں کرتا یا اعصاب اسے سگنل پہنچاتے نہیں۔ اب اگر وہ درد محض جسمانی سبب سے ہو تو کچھ عرصے بعد اس درد کے لوٹ آنے کے چانسز (Chances) زیادہ ہیں کہ درد کا سبب موجود ہے، صرف سگنل کی وصولی میں رکاوٹ آگئی تھی جیسے آپریشن میں انستھیزیا (Anaesthesia) کے انجیکشن سے درد روک دیا جاتا ہے لیکن درد کا جسمانی سبب اپنی جگہ موجود ہی ہوتا ہے اور انجیکشن کا اثر ختم ہوتے ہی درد واپس لوٹ آتا ہے۔ لیکن اگر یہ درد محض نفسیاتی وجہ سے تھا جیسے ٹینشن (Tension) وغیرہ کی صورت میں ہوتا ہے تو اس میں علاج دیرپا (Long lasting) رہتا ہے کیونکہ نفسیاتی عوارض میں دماغ پر کیا جانے والا عمل متعلقہ نفسیاتی پیچیدگی ختم کر دیتا ہے جو درد کے مستقل ختم ہونے کا ذریعہ ہے یا لمبے عرصے کے لئے اس سے نجات دے دیتا ہے، اگرچہ نفسیاتی پیچیدگی کی واپسی ناممکن نہیں ہو جاتی۔ (جاری ہے)

## جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2021ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) عبدُالرّحمٰن (عمرکوٹ) (2) بنتِ منیر احمد (نواب شاہ) (3) محمد حمّاد (شیخوپورہ)۔ انہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

**درست جوابات:** (1) چاند گرہن، ص56 (2) صبر و شکر، ص 55 (3) جوتے کیسے پہنیں؟، ص55 (4) ضرورت مندوں کی مدد، ص59 (5) حروف ملائیے!، ص59۔ **درست جوابات بھیجنے والوں میں سے 12 منتخب نام:** ❀ بنتِ اویس قادری (نارووال) ❀ شعیب عطّاری (کراچی) ❀ محمد رضا (جہلم) ❀ محمد غضنفر عباس (میانوالی) ❀ بنتِ محمد افضل عطّاری (لاہور) ❀ عبدُاللہ (گوجرانوالہ) ❀ بنتِ ارشد (کشمیر) ❀ احمد صدیق عطّاری (وہاڑی) ❀ بنتِ اشرف (خانیوال) ❀ بنتِ خورشید (کراچی) ❀ بنتِ اسرار (اسلام آباد) ❀ بنتِ محمد یوسف (راولپنڈی)۔

# اسلام قبول کرنے کی اہمیت و فضیلت

مفتی محمد قاسم عطّاری*

دینِ اسلام، خدا کا پسندیدہ دین ہے، اِسے قبول کئے بغیر کوئی نیکی اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں۔ ایمان و اسلام کے بغیر مرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا جبکہ مؤمن ہمیشہ جنّت میں رہے گا، اگرچہ بعض کو گناہوں کی وجہ سے جہنم کی سزا بھی اٹھانی پڑے۔ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلانا، تمام نبیوں، رسولوں کی سنّت اور اُمّتِ مسلمہ کے فرائض میں سے ہے۔ انبیاء علیہمُ السّلام کو بھیجنے کا بنیادی ترین مقصد یہی تھا کہ وہ لوگوں کو کفر کے اندھیرے سے نکال کر اسلام کی روشنی میں داخل کریں۔

قبولِ اسلام کے لئے دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کافی ہے، اِس کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ اگر نابالغ سمجھدار اسلام قبول کرے تو اُس کا اسلام معتبر ہے۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سات سال کی عمر میں دعوتِ اسلام دی اور اُنہیں کلمہ پڑھایا۔ حضرت علی کا بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانا، ہر چھوٹے بڑے کو معلوم ہے، لیکن کسی مسلمان نے کبھی تصور تک نہیں کیا ہوگا کہ مَعاذَ اللہ حضرت علی کا بچپن کا اسلام معتبر نہیں اور یہ کوئی جبر تھا۔ العیاذ باللہ!

معلوم ہوا کہ نابالغ کا قبولِ اسلام معتبر اور اُسے اسلام کی دعوت دینا، کلمہ پڑھانا نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ثابت ہے، البتہ جبراً کافر کو مسلمان بنانے کی اجازت نہیں۔

اسلام قبول کروانا اس قدر اہم معاملہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم خواہ نابالغ سمجھدار ہو یا بالغ ہو، قبولِ اسلام کی خواہش کا اظہار کرے تو اُسے فوراً بلا تأمُّل کلمہ پڑھا کر مسلمان کرنا فرض ہے، اس کی بجائے اُسے مسلمان کرنے میں تاخیر کرنا، قبولیتِ اسلام کے حوالے سے اُسے غور و فکر کا مشورہ دینا وغیرہا سخت حرام ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ **اگر کوئی شخص فرض نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی کافر آکر اسلام قبول کروانے کا کہے تو مسلمان پر لازم ہے کہ اپنی نماز توڑ کر اسے کلمہ پڑھائے۔** (الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ، الصنف الخامس، 2/459)

کسی کے قبولِ اسلام کی درخواست پر یہ کہنا کہ ابھی اسلام قبول نہ کرو، بلکہ پہلے جا کر غور و فکر کرو، پھر دیکھیں گے، یہ مشورہ و تجویز اُس بندے پر سَراسر ظلم ہے، کیونکہ اگر وہ اِسی وقفے کے زمانے میں مر گیا تو کافر مرا اور اس کے کفر پر مرنے کا ذمہ دار یہی تاخیر کرانے والا ہے، کیونکہ یہ تاخیر کرانے والا گویا اسے یہ کہہ رہا ہے کہ تم ابھی کافر ہی رہو، بتوں کو پوجتے رہو، شرک کرتے رہو مَعاذَ اللہ ثُمَّ مَعاذَ اللہ! کیا یہ تاخیر کرانے والا اُتنی دیر اُس شخص کے کفر پر رضامند نہیں اور یاد رکھیں کہ کسی کے کفر پر راضی ہونا بھی اس کے برابر کا جرم ہے۔

**اگر اسلام قبول نہیں کیا تو کوئی نیکی قبول نہیں:** چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۝۸۵﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اُس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔(پ3، آل عمرٰن:85)

مسلم شریف میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ابنِ جُدْعان (نامی شخص) زمانۂ جاہلیت میں صلہ رحمی کرنے والا، مساکین کو کھلانے پلانے والا تھا، تو کیا یہ اچھے کام اُسے نفع دیں گے؟ آپ نے فرمایا: یہ چیزیں اُسے نفع نہیں دیں گی، کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ سے کبھی دعا نہیں کی تھی کہ اے پروردگار قیامت کے دن میری مغفرت فرما۔(یعنی ایمان نہیں لایا تھا۔) (مسلم، 1/196)

اس حدیث کے تحت امام نووی نے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ نقل فرمایا ہے کہ اِس بات پر اجماع منعقد ہے کہ کافروں کو اُن کے عمل کسی طرح کا کوئی نفع نہیں دیں گے۔(المنہاج مع المسلم، 3/8)

**جو ایمان نہ لایا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا:** اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

ترجمۂ کنزُالعرفان: اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتوں کو جھٹلائیں گے، وہ دوزخ والے ہوں گے، وہ ہمیشہ اِس میں رہیں گے۔(پ1، البقرۃ:39)

امام ابو منصور عبد القاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اہلِ سنّت اور اُمّت کے بہترین لوگوں کا جنت و جہنم کی ہمیشگی، اہلِ جنّت کی ہمیشگی اور کافروں کے ہمیشہ حالتِ عذاب میں رہنے پر اجماع ہے۔(اصول الدین، ص263)

**اگر کوئی مومن گناہ کے سبب جہنم میں چلا بھی گیا تو بالآخر جنت میں ہی جائے گا:** امام شرف الدین نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اہلِ حق، اہلِ سنّت کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص حالتِ ایمان پر مرا، وہ قطعاً جنّت میں داخل ہو گا۔۔۔(یا تو بے حساب، یا حساب کے بعد بِلا عذاب یا کچھ عذاب پاکر بالآخر جنّت میں جائے گا) بہر حال جو بھی ایمان پر مرا وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ اس نے گناہ کئے ہوں جیسے کوئی بھی کافر کبھی بھی جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا، اگرچہ بظاہر اس نے جتنی بھی نیکیاں کی ہوں۔(المنہاج مع المسلم، 1/217)

**کسی کو کلمہ پڑھا کر راہِ ہدایت پر لانا عظیم ثواب کا باعث ہے:** نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے فرمایا: انہیں (اہلِ خیبر کو) اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتلاؤ کہ جو اللہ کے حقوق اُن پر لازم ہیں۔ اللہ کی قسم! (اے علی!) اگر تیری وجہ سے ایک آدمی بھی ہدایت پر آجائے تو تیرے لئے یہ (مالِ غنیمت کے) سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔(بخاری، 5/134)

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے: اگر اللہ پاک تیرے ذریعے کسی کو ہدایت دیدے تو یہ تیرے لئے ہر اُس چیز سے بہتر ہے، جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔(پوری دنیا کے مال و دولت سے بہتر ہے۔)(المعجم الکبیر للطبرانی، 1/315)

**دعوتِ اسلام، انبیاء کے بنیادی فرائض میں سے ہے:** تمام انبیاء و رسل اسلام کی ہی دعوت دیتے رہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بارے میں فرمایا: ﴿وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُؕ-یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

ترجمۂ کنزُالعرفان: اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اسی دین کی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا ہے تو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔(پ1، البقرۃ:132)

حضرت نوح علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے متعلق ارشاد ہوا: جب ان سے ان کے ہم قوم نوح نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(پ19، الشعراء:106تا108)

**اگر کوئی اسلام لائے تو اُس کے اسلام پر شک کرنا ممنوع ہے:** چنانچہ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًاۚ﴾

اور جو تمہیں سلام کرے، اُسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔(پ5، النسآء:94)

اسلام قبول کرنے والے کے اسلام پر شک کی ممانعت پر یہ حدیث بھی عظیم دلیل ہے، مسلم شریف میں ہے: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (ایک جنگ کے دوران) میں نے ایک (کافر) آدمی پر قابو پالیا، تو اس نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ" کہہ دیا، لیکن میں نے اسے نیزہ مار دیا، اس بات سے میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا تذکرہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیا، اس پر آپ نے فرمایا: "کیا اس نے

"لا الٰہ الا اللہ" کہا اور تم نے اسے قتل کر دیا؟" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس نے اسلحے کے ڈر سے کلمہ پڑھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا، تاکہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کہا ہے یا نہیں۔" پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے سامنے مسلسل یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ (کاش) میں آج ہی اسلام لایا ہوتا۔(مسلم، 1/96)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب "صحیح بخاری" میں باقاعدہ یہ باب باندھا کہ **"بچوں پر اسلام کیسے پیش کیا جائے گا"**، پھر اس پر ابن صیاد نامی ایک بچے کی روایت نقل کی ہے۔(بخاری، 4/70)

اِس حدیث کے تحت علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِس فرمان "کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟" میں نابالغ بچّے پر اسلام کی دعوت پیش کرنے کا واضح ثبوت موجود ہے اور اِس دعوت دینے سے یہ بھی سمجھ آرہا ہے کہ اگر بچے کا اسلام لانا صحیح اور معتبر نہ ہوتا تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کبھی ابنِ صیاد، جو کہ نابالغ تھا، اُس پر اسلام پیش نہ کرتے۔(عمدۃ القاری، 8/168)

اِن کے علاوہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی آٹھ سال کی عمر میں ایمان لائے۔ یونہی ایک موقع پر نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک یہودی نابالغ بچّے کو اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور فوراً انتقال کر گئے، تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے کہ جس نے اُسے میرے سبب آگ سے بچالیا۔

ہمارے دین کا حکم تو یہ ہے کہ اگر سمجھدار نابالغ بچہ اسلام لاکر دوبارہ اسلام سے پھرے تو اُسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، نہ یہ کہ مَعاذَ اللہ اسلام قبول کرنے والے کو کفر کی طرف پھیر اجائے چنانچہ مجمع الانھر میں ہے: سمجھدار نابالغ مرتد ہو جائے تو اُسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، کہ اِسلام لانے میں اُس کا فائدہ ہے۔(مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر، 2/500)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "جو کافر تلقینِ اسلام چاہے اسے تلقین فرض ہے اور اس میں دیر لگانا اشد کبیرہ بلکہ اس میں تاخیر کو علماء نے کفر لکھا۔" (فتاویٰ رضویہ، 21/172)

**نکاح کی خواہش سے قبولِ اسلام جبر نہیں بلکہ معتبر ہے:** اسلام اقرار باللسان اور تصدیقِ قلبی کا نام ہے اور تصدیقِ قلبی ایک اختیاری چیز ہے، لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم مسلمان لڑکی سے شادی کی خواہش میں یا کسی مسلمان کی جانب سے مالی اِمداد ہونے یا اُس کی خوش اخلاقی سے متأثر ہو کر بذاتِ خود، بلا جبر و اکراہ دل سے اسلامی عقائد کی تصدیق کر کے مسلمان ہو جاتا اور اسلامی معاملات بجالاتا ہے، تو وہ بلاشبہ مؤمن اور مسلمان ہے، اِسے جبری مسلمان کرنا ہرگز نہیں کہا جاسکتا، یہ ایک مُحرِّک ہے اور ہر کام کا کوئی نہ کوئی مُحرِّک ہوتا ہے اور نکاح کا مُحرِّک ہزاروں جگہ پایا جاتا ہے لیکن کوئی اَحمق یہ نہیں کہتا ہے کہ یہ جبر ہے، لہٰذا نکاح کی خواہش میں کسی لڑکے یا لڑکی نے جو اسلام قبول کیا وہ معتبر ہے، کیونکہ اُس نے ہوش و حواس میں اپنے اختیار سے اسلام قبول کیا ہے، اور ہم پر لازم ہے کہ اُس کے متعلق بدگمانی کرنے سے بچیں کہ اُس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ ضروری ہے کہ اُسے مسلمان سمجھتے ہوئے اُس سے مسلمانوں والا ہی برتاؤ کریں، چنانچہ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا کا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ایسے ہی ہوا تھا۔ سنن نسائی میں صحیح سند کے ساتھ ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ان دونوں کے درمیان (ابو طلحہ کا) اسلام لانا ہی حق مہر قرار پایا۔ (دراصل) اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو وہ کہنے لگیں: میں تو مسلمان ہو چکی ہوں اگر آپ بھی مسلمان ہو جاؤ تو میں آپ سے نکاح کر لوں گی۔ تب وہ مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ وہی (ان کا مسلمان ہونا ہی) ان دونوں کے درمیان حق مہر مقرر ہوا۔(نسائی، 6/114)

بخاری شریف میں ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھے کسی کے دل ٹٹولنے یا پیٹ چیرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔(بخاری، 5/163)

اللہ پاک ہم سب کو دینِ اسلام پر عمل کرنے، اس کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ عافیت کے ساتھ ایمان پر ہی فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم